JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 17, Issue: 02, January – Jun 2024

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

انسانی جان کی سماجی اہمیت اور اس کا تحفظ: اسلامی اور غیر اسلامی نقطہ نظر سے تقابلی مطالعہ

Social Importance of Human Life and its Protection: A Comparative Study from Islamic and Un-Islamic Perspectives

Dr Amjad Hayat *

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, National University of Modern Languages (NUML), Islamabad, Pakistan.

ABSTRACT

Society is derived from two words of Sanskrit language: 'sim' and 'aaj'. 'Sim' means together or together, while 'aaj' means to be united. So, the literal meaning of society is to stay together. The significance of social engagement is also endorsed by today's global village that despite several advance developments, the states of the world seem to need each other. To fulfill these needs, the inevitability of human relations and connections are the basic factors of human society. The protection of humanity, its dignity and wealth are essential for its existence and survival. Due to dignity of mankind, the act of killing a man is considered the killing of whole mankind in Islam. The social importance of human life in the light of Quran and Prophet's life is crystal clear that whether it is a Muslim or a non-Muslim, the protection of both is required. Allah Almighty and His Messengers ordered to maintain justice in society. All should be equal in the eyes of the law and one's favoritism can herald danger to human life. The Bible says: "And at that time, I urged your judges that you should hear the cases of your brothers and make judgments with justice, whether it is a case with a man, whether he is an Israelite or a foreigner, not to favor anyone while judging". The society, whether it is human or Islamic has no other connection except for common human rights and relationship. In view of this, this paper has been compiled, in which a comparative social study has been presented from Islamic and non-Islamic perspectives to address the issue of protection and dignity of mankind.

Keywords: *Human life, protection, dignity, Islam, Judaism, Comparative Analysis*

CC BY

تعارف

معاشرہ یاسماج سنسکرت زبان کے دو الفاظ؛ سم اورآج سے مل کر بنے ہیں۔ان میں -سم- کے معنی اکھٹا یا ایک ساتھ کے ہیں ،جبکہ -آج- کے معنی ہیں متحد رہنا۔پس سماج کے لغوی معنی ایک ساتھ ملکر رہنے کے ہوئے۔لہذا جہاں افراد ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں ،وہیں سماج بن جاتا ہے[1]۔ ہر فرد کو سماج میں رہنے سہنے اور اپنی ترقی و بہبود کے لیے دوسروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ان مشترکہ مفادات اور بنیادی ضروریاتِ زندگی کے لیے انسانی افراد باہمی ارتباط اور اختلاط پر مجبور ہیں۔اس کے بغیر انسانی سماج کا تصور ممکن ہی نہیں، جسے سماج یا معاشرہ کہا جاتا ہے۔ آج کے عالمی قریہ کے حالات سے یہ بات بلکل عیاں ہیں، کہ اس قدر ترقی کے باوجود دنیا کی ریاستیں ایک دوسرے کے محتاج نظر آتی ہیں۔انہی احتیاجات کی تکمیل کے لیے انسانوں کے آپس میں تعلقات اور روابط کی ناگزیریت انسانی سماج کی بنیادی عوامل ہیں۔ سماج افراد سے وجود میں آتا ہے اور افراد کی جان عزت اور مال و آبرو کا تحفظ اس کے وجود و بقاء کے لیے لازم ہوتا ہے، رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ نے انسانی جان کو اتنا محترم اور قیمتی بنایا کہ ناحق کسی انسان کی جان لینے کو نہ صرف بہت بڑا گناہ بتایا، بلکہ ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا[2] اوراس دروازے کو سختی سے بند کرنے کا مضبوط نظام قائم فرمایا۔ عزت و آبرو اور دوسرے کے مال پر کسی قسم کی دست درازی کو سخت تعزیری جرم قرار دے کر ہر فرد کی عزت اور مال کے تحفظ کی ضمانت فراہم فرمائی اور محترم [3] قرار دیا۔ قرآن مجید اور سیرت نبوی کی روشنی میں انسانی جان کی سماجی اہمیت اس قدر مسلم ہے کہ یہ مسلم کی ہو یا غیر کی، دونوں کی حفاظت مطلوب ہے۔ سماجیات کے لیے امن وسلامتی بہت ضروری ہے،جو عدل وانصاف سے فراہم ہوسکتی ہے۔اس لیے اللہ تعالی نے اس کا[4] کا حکم دیا ہے اوراس کے رسولوں ﷺ نے اسے پر امن سماج کے لیے تحفظ کا بنیادی عنصر قرار دیا ہے۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہونے چاہئیں۔ کسی کی طرفداری انسانی جان کے لیے خطرے کا نوید ہوسکتی ہے۔بائبل میں لکھا ہے:

> اور اس وقت میں نے تمہارے قاضیوں کو یہ تاکید کی تھی کہ تم اپنے بھائیوں کے مقدمے سنا کرو اور انصاف کے ساتھ فیصلے کیاکرو خواہ وہ معاملہ کسی آدمی سے ،خواہ وہ اسرائیلی ہو یا کوئی پردیسی تعلق ہو ،انصاف کرتے وقت کسی کی طرفداری نہ کرنا۔[5]

معاشرہ خواہ انسانی ہو یا اسلامی دونوں میں عام انسانی حقوق و تعلق کے سوا اور کوئی ربط نہیں رہتا۔اس کی پر امن اور متوازی روابط کی استوری میں انسانی جان اوراس کی تحفظ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ انسانی جان کی اس غیر معمولی سماجی اہمیت کے پیشِ نظر اس مقالہ کو مرتب کیا گیا ہے۔ جس میں اسلامی اور غیر اسلامی نقطہ نظر سے اس کا سماجی تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

مبحث اول: اسلامی شریعت کی روشنی میں انسانی جان کا احترام اور اہمیت

عصر حاضر میں ہر طرف انسانی حقوق(Human Rights) کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ یورپی اقوام اس معاملہ میں زیادہ ہی فکر مندی ظاہر کر رہی ہیں۔ بلکہ اقوام متحدہ نے اپنے زیر اہتمام کئی شعبے ترتیب دے رکھے ہیں اور ہر سال کچھ دن منانے کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ کہیں خواتین کے حقوق کا عالمی دن منانے کی صدا بلند کی جاتی ہے ‘کہیں مزدوروں ‘یتیموں ‘بچوں ‘معذوروں کے عالمی دن منانے کا شور مچایا جاتا ہے۔یہ سب کچھ اس انداز میں کیا جاتا ہے کہ گویا انسانی حقوق ‘انسانیت کا احترام ‘خواتین کی فلاح و بہبود اور آدمیت کے مقام و مرتبہ کا تصور اور خیال ایک نئی ایجاد ہے۔

بلکہ یہ باور کروانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ انسانیت کی جو عظمت' مقام کی بلندی اور حقوق کی ادائیگی کی فکر ان کے اندر ہے' وہ کسی اور قوم کے اندر نہیں۔وہ یوں ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی نظام حیات کے پاس تو اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ مسلمانوں کا دین و مذہب' تعلیمات اسلامیہ' تہذیب و تمدن' اسلامی معاشرہ اور قرآن و سنت انسانیت کے حقوق اور عظمت سے غافل و بے خبر ہیں۔ ان کے پاس تو اس سلسلے میں کوئی آئینی' دستوری' تعلیمی' تہذیبی' فکری' نظری' علمی و عملی سرمایہ نہیں ہے اور آدمیت کے احترام حقوق کا تصور نیا پیدا ہوا ہے۔

ہم اس مبحث میں اسلامی تہذیب کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لیں گئے کہ اسلامی تعلیمات انسانی جان کے احترام اور عظمت کے حوالے سے کس نظر سے دیکھتی ہے اور اس حوالے سے کیا تعلیمات پائی جاتی ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں انسانی جان کی تکریم کی مختلف جہات

تکریم انسانیت یا احترام انسانیت کے لغوی معانی کو سامنے رکھتے ہوئے اگر دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس سے یہ اصطلاح صفاتِ انسانی کی ان حدود کے لیے استعمال ہوتی ہے کہ جن کی رعایت نہ کرنے سے انسان حیوانیت کے زمرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ تمام چیزیں جن کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی بھی طرح سے انسان کے احترام کے ساتھ ہو ،ان کا خیال رکھنا ضروری ہے ۔ اگر سیرت النبی ﷺ کے روسے دیکھا جائے ،تو انسانی احترام سے مراد یہ ہے کہ دوسرے انسانوں کو اپنی طرح کا انسان سمجھنا اور ان کے ساتھ بھی ایسا سلوک کرنا جیسا سلوک اپنے ساتھ کیے جانے کی انسان توقع رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے بہترین انداز میں اس تعلیم کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ» (6)

"تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیئے وہی نہ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے"

اسلام میں احترام انسان کی تین صورتیں ہیں، ایک انسان کا احترام اللہ تعالی کی طرف سے۔ دوسرا انسان کے اپنے نفس کا احترام، تیسرا انسان کا احترام کسی دوسرے انسان کی طرف سے۔اسلامی شریعت نے اسی بنیاد پر کامل احترام انسانیت کا تصور بیان کیا ہے۔اسی طرح اگر قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو اللہ تعالی نے چھیانوے آیات میں تقریبا احترام انسانیت اور عظمت انسان کا تصور دیا ہے ۔اس سے انسان کی صحیح حیثیت اور مقام کا تعین ہوتا ہے۔ اسلام کے نزدیک انسان اول و آخر انسان ہے اور انسان رہنے میں ہی اس کی عظمت ہے۔ خدا بننے کی کوشش یا حیوانی سطح پر آنے کی کاوش اس کے مقام و مرتبہ کے منافی ہے۔ اگر وہ انسانی مرتبہ کو پہچانے اور اسی پر قائم رہے تو اللہ تعالی کے بعد کائنات میں اسی انسان کا مرتبہ ہے (7) ۔اس فضیلت اور اہمیت کے حوالے سے قرآن کریم نے جو تصور دیا ہے، اسے مندرجہ ذیل نکات میں ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔باقی مخلوق پر انسان کی فضیلت

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے انسان کو بر و بحر کی دیگر مخلوق پر اشرف اور افضل قرار دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلا[8]۔

"اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسے سوار کیا اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی"

انسان کی اس فضیلت اور تکریم کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کا مطیع و فرماں بردار ہو۔ جس قدر اس کو عزت و تکریم دی گئی ہے، اس قدر وہ اللہ تعالی کے اوامر ونواہی کا پابند رہے گا، تو اس کی احترام آدمیت اور تکریم میں آخرت میں اضافہ ہو گا۔ ایک فرماں بردار غلام کی حیثیت سے ان کے ساتھ تکریم کا وعدہ فرمایا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلا كَرِيمًا [9]۔

"اگر کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے دوسرے گناہ بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے"

۲۔ انسان اور تسخیر اشیائے عالم

قرآن کریم کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے جہاں اس دنیاں میں انسان کو بروبحر کی اشیاء کی تسخیر سے نوازا ہے ،وہاں کائنات میں موجود تمام اشیاء کو اس کے لیے مسخر کیا، اور ان میں اس کے لیے بے شمار فوائد رکھے ہیں۔ قرآن کریم میں اس طرح کے 27 مقامات ہیں، جہاں ان میں تسخیر اشیاء کے ساتھ ان کی تکریم کا تذکرہ کیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ، وَ آتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ.[10]

"اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل تمہارے کھانے کو پیدا کیے اور تمہارے لیے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے اور تمہارے لیے ندیاں مسخر کیں۔ اور مسخر کیا تمہارے ہیے سورج اور چاند کو اور مسخر کیا تمہارے لیے دن اور رات، اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے بے شک آدمی بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہے"

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر فرمایا: اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ * وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ} .[11]

"اللہ ہی ہے جس نے مسخر کر دیا تمہارے لیے سمندر کو تا کہ اس میں کشتیاں چلیں اُس کے حکم سے، اکہ تم تلاش کرو اُس کا فضل اور تا کہ تم شکر ادا کرو، اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے، اُس سب کو اُس نے اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔ یقیناً اس میں اُن لوگوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیں"

۳۔انسانی جان کی خوبصورت تخلیق

کائنات میں اللہ تعالی نے بے شمار مخلوق پیدا کی اور انہیں مختلف رنگ و نسل میں بنایا اور ہر ایک کا ڈھانچہ الگ الگ بنایا لیکن اگر غور کیا جائے ان میں سے سب سے حسین ڈھانچہ انسان کا بنایا گیا، اللہ تعالی کا فرمان ہے: **اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ.12**

"اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں اور تمہیں پاکیزہ چیزیں روزی دیں۔ یہ ہے اللہ تمہارا رب۔ تو وہ اللہ بڑی برکت والا ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے"۔

۴۔انسانی تکریم مسجود الملائکہ

انسانی جان کی تکریم کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے اس کو زمین میں اپنا خلیفہ منتخب کر کے بھیجا اور فرشتوں سے اس کو سجدہ کروایا، ارشاد باری تعالی ہے: **إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ .13**

"اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا: میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں تو انہوں نے عرض کیا: کیا تو زمین میں اسے نائب بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا حالانکہ ہم تیری حمد کرتے ہوئے تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا: بیشک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر فرشتوں سے انسان کو سجدہ کروانے کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ14۔

"اور بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا"

۵۔انسان جان کی اہمیت اور اصلاح و تربیت کے لیے انبیاء ورسل کا انتخاب

اگر بغور دیکھا جائے تو اللہ تعالی کا انسان کی تربیت و اصلاح کے لیئے ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب جو پیغمبر بھیجے ان کو انسانوں میں سے منتخب کیا، جس میں انسان ہی کی تکریم و تعظیم ہے۔ جنہوں نے انسانوں کو حق و باطل کی تمیز سکھائی، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ.[15]

"جیسا کہ ہم نے تمہارے درمیان تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور تمہیں کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جو تمہیں معلوم نہیں تھا"

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔[16]

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے بُرا مانیں مشرک"

۶۔ تعظیم بیت اللہ اور انسانی جان کی اہمیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کے ہاں بیت اللہ کی بہت ہی تعظیم پائی جاتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا ہے، تاہم اللہ تعالی نے انسانوں کو اس سے بھی بڑھ کر عظمت سے نوازا ہے، جیسا کہ روایت میں ہے:۔

" وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ: «مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللَّهِ مِنْكِ»[17]

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمارہے تھے'' :تو کتنا عمدہ ہے، تیری خوشبو کتنی اچھی ہے، تو کتنا بڑے رتبہ والا ہے اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے، لیکن قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، مومن کی حرمت) یعنی مومن کے جان ومال کی حرمت (اللہ تعالیٰ کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ ہے"۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں انسان کی تکریم و تعظیم کے حوالے سے حقوق انسانی کا دائرہ بڑا وسیع بیان کیا ہے، جس میں انسانی حقوق کا آغاز ایک فرد کی ذات سے ہوتا ہے اور پھر اس کا دائرہ پھیلنا شروع ہو جاتا ہے۔یوں یہ دائرہ وسعت اختیار کرتے ہوئے گھر کے دو افراد سے ہوتا ہوا قرابت داروں اور پڑوسیوں' سے ہوتے ہوئے محلہ، شہر، ملک اور پوری دنیا کے افرادِ انسانی تک وسیع ہو جاتا ہے۔بلکہ اسلام نے حقوق کو صرف انسانوں تک محدود نہیں رکھا ہے بلکہ حیوانات، چرند وپرند اور درندوں سے ہوتے ہوئے جمادات ونباتات تک کے حقوق بیان کر دیے ہیں۔

امام الانبیاء ﷺ کی تعلیمات میں اونٹ، ہرن اور چڑیا کے لیے بھی فلاح وبہبود اور حسن سلوک کرنے کی ہدایات موجود ہیں۔ انسانوں کے لیے درجہ وار حقوق کی ایسی ترتیب قائم کر دی ہے کہ زندگی کا کوئی شعبہ حقوق سے خالی نہیں چھوڑا۔ چنانچہ مرد و عورت، اپنے پرائے، چھوٹے بڑے، بیمار، تندرست، امیر وغریب، حاکم ورعایا، بہن بھائی، ماں باپ، شوہر بیوی، قریبی، اجنبی، مسلم وغیر مسلم، شہری دیہاتی، غلام وآقا، مہمان ومیزبان اور یتیم وبیوہ۔ غرض معاشرے کے ہر فرد کے حقوق کی ایسی تفصیلات بیان کر دی ہیں کہ ایسی حد بندی کسی دوسرے مذہب وملت میں نہیں پائی جاتی۔ مذہبی درجہ وار حقوق کی ایسی تفصیل موجود ہے جبکہ اسلام نے تو انسان کو من حیث الانسان بڑی تکریم اور فضیلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

مبحث دوم: اسلام میں انسان کے تحفظ کے مختلف وسائل وذرائع

اللہ تعالی نے انسان کو عبث وبے کار پیدا نہیں کیا بلکہ جب اس کو تمام مخلوق پر فضیلت بخشی جیسا کہ پہلی مبحث میں گزرا ہے تو لا محالہ اس کو کسی خاص مقصد کے لیئے پیدا کیا ہے فقال اللہ تعالی: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا[18]

"اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بہت سی برتری دی"

اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو کسی بھی انسان کے ہاں سب سے مکرم و معزز چیز اس کا نفس ہے جس کی خاطر وہ انتھک محنت و مشقت کرتا ہے۔ طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتا ہے اور اس کی حفاظت و نگہداشت میں مشقت اٹھا کر خوشی محسوس کرتا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالی نے انسانی نفس کو عظمت بخشتے ہوئے اس کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا[19] اور اس میں روح پھونکی[20] اور اس کے ساتھ ساتھ فرشتوں سے سجدہ کروایا اور بے شمار صلاحیتوں سے نوازا اور زمین میں اپنی نیابت سے بھی سرفراز کیا۔ اس کے ساتھ اس زمین کی جملہ اشیاء کو بھی اس کے لیے مسخر کیا تاکہ اپنی صلاحتیں بروئے کار لا کر زمین پر سیادت سے مستفید ہو سکے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو حفاظت نفس کی جو تعلیمات دین محمدی میں پائی جاتی ہیں، اس کا عشر و عشیر بھی کسی مذہب کی تعلیمات میں نہیں پایا جاتا ہے۔ بلکہ معاصر انسانی حقوق کی تنظیمیں اور اھل مغرب جو کہ انسانی حقوق کے حوالے سے بڑے قوانین اور رولز کے دعویدار ہیں، لیکن پھر بھی حقیقت سے دور ہیں۔

اس حوالے سے اسلامی شریعت میں حفاظتِ جان اور حفاظت نفس کے لیے جن بے شمار وسائل ذرائع کو بیان کیا ہے۔ یہاں نفس سے مراد وہ نفسِ معصوم ہے جو شرعی حدود و قصاص و تعزیرات سے محفوظ ہے یا جو ذمی امان لیے یا وہ معاھد شخص جس کو اسلامی تعلیمات میں حفاظت حاصل ہے، ذیل میں اس حوالے سے چند ضروری تعلیمات کا ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔ خودکشی کی ممانعت یا جان تلفی کا انسداد

حقیقت میں انسانی نفس کا مالک اور اس پر تصرف و اختیار اللہ تعالی کی ذات کو حاصل ہے کیونکہ وہی وحدہ لاشریک ذات ہے جس نے اس نفس کو عطا کیا ہے، اس لیے انسانی جان کو تلف کرنا یا ہلاک کرنا حرام قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: (وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ)[21]، اسی طرح خودکشی کرنے والے کو جہنم کی وعید سناتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ، فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا»[22]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " : جس نے اپنے آپ کو لوہے) کے ہتھیار (سے قتل کیا تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں رہے گا، اسے اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔ جس نے زہر پی کر خودکشی کی، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں اسے گھونٹ گھونٹ پیتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کی، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں پہاڑ سے گرتا رہے گا"۔

۲۔ ہتھیار سے کسی مسلمان کو ڈرانے دھمکانے کی ممانعت

شریعت اسلامیہ میں کسی بھی آلہ قتل سے کسی مسلمان کی طرف اشارہ کرنا بھی حرام ٹھہرایا گیا ہے کہ مبادا مسلمان کے لیے یہ ذرائع قتل ثابت ہو جائے۔ یوں زخمی ہو جانے کا بھی خطرہ ہے۔ علاوہ ازیں اس سے بعض لوگ خوف زدہ بھی ہو سکتے ہیں، جس سے اس کا ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا ہے۔ ان تمام خدشات سے بچنے کے لیے اللہ کے نبی نے بڑے حکیمانہ انداز سے بچاؤ کے لیئے

تدابیر اختیار کرتے ہوئے فرمایا: «مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ، حَتَّى يَدَعَهُ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ»[23]

"جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے کے کسی ہتھیار سے اشارہ کیا تو اس پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس کام کو ترک کر دے، چاہے وہ اس کا ماں باپ جایا بھائی ہی کیوں نہ ہو"

اور ابو ھریرہ سے کچھ اس طرح مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لاَ يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسِّلاَحِ، فَإِنَّهُ لاَ يَدْرِي، لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ»[24]

"تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، کیونکہ تم میں سے کوئی شخص نہیں جانتا کہ شاید شیطان اچانک اس کے ہاتھ میں اسے حرکت دے) اور وہ دوسرے مسلمان کو لگ جائے (اور وہ) جس کے ہاتھ سے ہتھیار چلے (جہنم کے گڑھے میں گر جائے"

اسی طرح ابن عمر سے روایت ہے أن النبي ﷺ قال: «من حمل علينا السلاح فليس منا»[25]

"جس نے ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں ہے"۔

ننگی تلوار کے لینے دینے میں جہاں زخمی ہونے کا احتمال ہوتا ہے، وہاں اسلحہ کی نمائش سے اِشتعال انگیزی کا بھی خدشہ رہتا ہے۔ اسلام کے دینِ خیر و عافیت اور مذہب امن و سلامتی ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کھلے بندوں اسلحہ کی نمائش پر پابندی لگا دی، تا کہ نہ تو اسلحہ کی دوڑ شروع ہو اور نہ ہی اس سے کسی کو threat کیا جا سکے۔ مذکورہ حدیث میں لفظِ مَسْلُول اِس اَمر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ریاست کے جن اداروں کے لیے اسلحہ ناگزیر ہو وہ بھی اس کو غلط استعمال سے بچانے کے لیے foolproof security کے انتظامات کریں۔

درج بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب اسلحہ کی نمائش، دکھاوا اور دوسروں کی طرف اس سے اشارہ کرنا سخت منع ہے تو اس کے بل بوتے پر ایک مسلم ریاست کے نظم اور اتھارٹی کو چیلنج کرتے ہوئے آتشیں گولہ و بارود سے مخلوقِ خدا کے جان و مال کو تلف کرنا کتنا بڑا گناہ اور ظلم ہو گا!۔

۳۔ قتل ناحق کی ممانعت اور وعید

جیسا کہ اللہ تعالی نے ناحق قتل کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا .[26]

"اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور جو مظلوم ہو کر مارا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے تو وہ وارث قتل کا بدلہ لینے میں حد سے نہ بڑھے۔ بیشک اس کی مدد ہونی ہے"۔

اسی طرح اللہ تعالی نے ناحق قتل کرنے والے کو جہنم کی سخت ترین وعید بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا[27]

"اور جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے عرصہ دراز تک اس میں رہے گا اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے"

امام ابن کثیر نے مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: اس آیت میں مذکورہ گناہ عظیم کا ارتکاب کرنے والے کے متعلق سخت ترین وعید سنائی گئی ہے کہ جس کو اللہ تعالی نے شرک کے ساتھ تذکرہ کیا ہے : **وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا** (28)

"اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا وہ سزا پائے گا"

اسی طرح ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ناحق قتل کو اکبر الکبائر کہہ کر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے : «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ. (29)

"سات ہلاک کرنے والی جہگوں سے بچو، آپ ﷺ سے پوچھا گیا وہ کون سی ہیں فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی کا ناحق قتل کرنا"۔

اسی طرح نفس کے تحفظ کی تعلیم دیتے ہوئے خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، بَيْنَكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا،فِي شَهْرِكُمْ هَذَا،فِي بَلَدِكُمْ هَذَا (30)

'بس تمہارا خون تمہارے مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جیسے اس دن کی حرمت، اس شہر اور اس مہینہ کی حرمت ہے،"

بلکہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے قصاص کی تین صورتوں کے علاوہ کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ (31)

"کسی مسلمان کا، جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، خون حلال نہیں، مگر تین میں سے کسی ایک صورت میں) حلال ہے :(شادی شدہ زنا کرنے والا، جان کے بدلے میں جان) قصاص کی صورت میں (اور اپنے دین کو چھوڑ کر جماعت سے الگ ہو جانے والا"۔

اسی طرح آپ ﷺ نے پوری کائنات کے ختم ہو جانے سے ایک مسلم کو ناحق قتل کرنا سخت جانا ہے :**لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ** (32)

"اللہ کی نظر میں کسی مومن کو ناحق قتل کرنے سے پوری دنیا کا تباہ ہو جانا بھی کم اہمیت رکھتا ہے"

ایسے ہی ایک مسلمان کے نفس کے تحفظ کی تعلیم دیتے ہوے آپ نے فرمایا: «لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللَّهُ فِي النَّارِ» (33)

"اگر زمین و آسمان کے تمام باسی ایک مومن کے قتل کرنے میں شریک پائے جائیں تو اللہ ان سب کو چہرے کے بل جہنم میں پھینک دے گا"

۴۔ دورانِ جنگ اظہار اسلام کے بعد قتل کی ممانعت

دورانِ جنگ میں بھی اسلام نے اسلامی لشکر کو اِنتہائی احتیاط کی تعلیم دی ہے حالانکہ دنیا کی تمام اقوام کے ہاں یہ قول مشہور ہے کہ جنگ اور محبت میں ہر چیز جائز ہوتی ہے۔ مگر پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت وسنت سے ہمیں جنگ کے اضطرابی اور حساس لمحات میں بھی احتیاط اور عدل سے کام لینے کا سبق ملتا ہے۔ درج ذیل حدیث مبارکہ میں ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ قتل کے خوف سے ہی سہی، جب ایک شخص نے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اظہار کیا تو اس کے قتل پر بھی حضور ﷺ نے سخت اِظہارِ ناراضگی فرمائی، چہ جائے کہ کلمہ گو مسلمان اور اہل علم حضرات صرف اس لیے قتل کر دیے جائیں کہ وہ باغی گروہ کے انتہاء پسندانہ نظریات سے اختلاف رکھتے ہیں۔

حدیث ملاحظہ کریں:

حضرت اُسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ، قَالَ: فَصَبَّحْنَا القَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، قَالَ: وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: فَكَفَّ عَنْهُ الأَنْصَارِيُّ، فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَقَالَ لِي: «يَا أُسَامَةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا، قَالَ: «أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ، حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ اليَوْمِ [34]

"ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح کے وقت ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی' پھر میں اور ایک اور انصاری صحابی اس قبیلہ کے ایک شخص) مرداس بن عمر نامی (سے بھڑ گئے۔ جب ہم نے اس پر غلبہ پالیا تو وہ لا الہٰ الا اللہ کہنے لگا۔ انصاری تو فوراً ہی رک گیا لیکن میں نے اسے اپنے برچھے سے قتل کر دیا۔ جب ہم لوٹے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی خبر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اسامہ کیا اس کے لا الہٰ الا اللہ کہنے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ قتل سے بچنا چاہتا تھا) اس نے یہ کلمہ دل سے نہیں پڑھا تھا(۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے) کیا تم نے اس کے لا الہٰ الا اللہ کہنے پر بھی اسے قتل کر دیا (کہ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے اسلام نہ لاتا"۔

۵۔ قاتل کے لیے اعمال صالحہ کی محدودیت

ناحق قتل کے منفی اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے قاتل کے لیئے اللہ تعالی بطور سزا کے اعمال صالحہ جن میں کافی وسعت پائی جاتی ہے اس کے لیے اس کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ يَزَالَ المُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ، مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا»[35]

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن اس وقت تک اپنے دین کے بارے میں برابر کشادہ رہتا ہے (اسے ہر وقت مغفرت کی امید رہتی ہے) جب تک ناحق خون نہ کرے جہاں ناحق کیا تو مغفرت کا دروازہ تنگ ہو جاتا ہے"۔

اسی لیے علماء سلف نے ناحق قتل نفس کو اس دنیا کا سب سے بڑا فساد قرار دیا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

الفساد إما في الدين وإما في الدنيا ، فأعظم فساد الدنيا قتل النفوس بغير الحق ، ولهذا كان أكبر الكبائر بعد أعظم فساد الدين الذي هو الكفر(36)

"بگاڑ یا تو دین میں ہے یا دنیاں میں، لیکن سب سے بڑا فساد کسی کو ناحق قتل کرنا ہے، اسی لئیے دین میں سب سے بڑے فساد کے بعد جو کہ کفر ہے یہ سب سے بڑا گناہ ہے"

۶۔ قتلِ ناحق کی روک تھام میں قصاص اور دیات کی مشروعیت

شریعت اسلامیہ نے جہاں ناحق قتل کرنے والے کے متعلق مختلف وعید بیان کیں ہیں اس کے ساتھ ساتھ قصاص کی تعلیم بھی بیان کی ہے، کہ جس کی تنفیذ سے انسانی جان کا تحفظ کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا(37)

"اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو قتل کرے مگر یہ کہ غلطی سے ہو جائے اور جو کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے تو ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا اور دیت دینا لازم ہے جو مقتول کے گھر والوں کے حوالے کی جائے گی سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں پھر اگر وہ مقتول تمہاری دشمن قوم سے ہو اور وہ مقتول خود مسلمان ہو تو صرف ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا لازم ہے اور اگر وہ مقتول اس قوم میں سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہو تو اس کے گھر والوں کے حوالے دیت کی جائے اور ایک مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کیا جائے پھر جسے (غلام) نہ ملے تو دو مہینے کے مسلسل روزے (لازم ہیں۔ یہ) اللہ کی بارگاہ میں اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے"۔۔

قتل کی تین صورتیں ہیں قتل خطاء، قتل عمد اور قتل شبہ عمد، قتل عمد متعلق اسلام میں قصاص کی تعلیم دی گئی ہے اور قتل خطاء کی دیت، کفارہ اور مومن غلام آزاد کرنا بیان کیا گیا ہے۔ اور اسی قصاص کی حکمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَاأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ.[38] اور اسی طرح آیت قصاص جو کہ گزر چکی ہے، جس کے حوالے سے امام قتادہ فرماتے ہیں:

جعل الله هذا القصاص حياة ونكالا وعظة لأهل السفه والجهل من الناس وكم من رجل قد همّ بداهية لو لا مخافة القصاص لوقع بها ، ولكن الله حجز بالقصاص

بعضهم عن بعض، وما أمر الله بأمر قط إلا وهو أمر صلاح في الدنيا والآخرة، ولا نهى الله عن أمر قط إلا وهو أمر فساد في الدنيا والدين، والله أعلم بالذي يصلح خلقه [39].

"اللہ تعالیٰ نے اس انتقام کو بے وقوف اور جاہل لوگوں کے لیئے زندگی، سزا اور تنبیہ قرار دیا، اور کتنے ہی آدمیوں نے بدیہی طور پر اس کا ارادہ کیا ہے، اگر قصاص کا خوف نہ ہوتا تو وہ اس کا ارتکاب کر چکے ہوتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے قصاص کے ذریعے ایک دوسرے کو قتل کرنے سے محفوظ کر رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی امر کا حکم نہیں دیا سوائے اس کے کہ وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی کا معاملہ ہے اور اللہ نے کبھی کسی چیز سے منع نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ دنیا اور دین میں بگاڑ کا معاملہ ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کون اپنے کردار کو بہتر بناتا ہے"

ابن کثیر فرماتے ہیں: وفي شرع القصاص لكم -وهو قتل القاتل -حكمة عظيمة لكم، وهي بقاء المهج وصونها؛ لأنه إذا علم القاتل أنه يقتل انكف عن صنيعه، فكان في ذلك حياة النفوس. وفي الكتب المتقدمة: القتل أنفى للقتل. فجاءت هذه العبارة في القرآن أفصح، وأبلغ، وأوجز.[40]

"اور تمہارے لیے قصاص کی مشروعیت میں بڑی حکمت ہے، کہ اس میں نسل انسانی کی بقا اور اس کا تحفظ ہے گو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک کے بدلے ایک قتل ہوا تو دو مرے لیکن دراصل اگر سوچو تو پتہ چلے گا کہ یہ سبب زندگی ہے، قاتل کو خود خیال ہوگا کہ میں اسے قتل نہ کروں ورنہ خود بھی قتل کر دیا جاؤں گا تو وہ اس فعل بد سے رک جائے گا تو دو آدمی قتل و خون سے بچ گے۔ اور پچھلی کتابوں میں بھی یہ بات بیان ہوئی تھی کہ: "القتل انفی للقتل" قتل قتل کو روک دیتا ہے۔ لیکن قرآن پاک میں بہت ہی فصاحت و بلاغت کے ساتھ اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے"

قصاص جیسی تعلیم کے نازل ہونے سے پہلے عرب جاہلیت میں بے شمار ناحق جانیں قتل کی جاتی تھیں بلکہ ایک جان کے مقابلہ کئی خاندان اجاڑ دیئے جاتے تھے، لیکن جیسے ہی قصاص کی تعلیم نازل ہوئی انسانی جان کو اس سے تحفظ مل گیا۔

۷۔ معاہد اور ذمی کے قتل کی ممانعت

اسلام نے جہاں مسلمان کا قتل کرنا حرام ٹھہرایا وہاں معاہد یا ذمی کا قتل کرنا بھی حرام ٹھہرایا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا .[41]

"جو شخص ایسی جان کو مار ڈالے جس سے عہد کر چکا ہو) اس کی امان دے چکا ہو (جیسے ذمی، کافر کو تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا) چہ جائے کہ اس میں داخل ہو (حالانکہ بہشت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔"

۸۔ اسلام میں ایک نفس کے قتل کا وبال

انسانی جان کے تحفظ کی رعایت اس قدر اہم ہے کہ اسلام نے ایک نفس کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا[42]۔

"انسان کی) یہی (سرکشی) ہے جس کی وجہ سے ہم نے (موسیٰ کو شریعت دی تو اُس میں) بنی اسرائیل پر بھی اپنا یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جس نے کسی ایک انسان کو قتل کیا، اِس کے بغیر کہ اُس نے کسی کو قتل کیا ہو یا زمین میں کوئی فساد برپا کیا ہو تو اُس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک انسان کو زندگی بخشی، اُس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی"۔

اس آیت مبارکہ میں انسانی جان کی حرمت کا مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جس میں عورت یا مرد، چھوٹے بڑے، امیر وغریب حتی کہ مسلم اور غیر مسلم کسی کی بھی تخصیص نہیں کی گئی۔ مدعا یہ ہے کہ قرآن نے کسی بھی انسان کو بلاوجہ قتل کرنے کی نہ صرف سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ اسے پوری انسانیت کا قتل ٹھہرایا ہے۔ جہاں تک قانونِ قصاص وغیرہ میں قتل کی سزا، سزائے موت (capital punishment) ہے، تو وہ انسانی خون ہی کی حرمت وحفاظت کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

ناحق قتل اس قدر گناونا کردار ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے والے کے مغفرت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ قاتل کو جہاں وعید سنائی گئی ہے، وہاں اس کی عدم مغفرت کی وعید بھی سنائی، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَهُ، إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا، أَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا»[43]

"ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گنہگار کو بخش دے، ماسوائے اس کے جو شرک کی حالت میں مرا یا وہ مومن جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا"

۱۰۔ اپنی جان کی حفاظت کا خیال رکھنا

شریعت اسلامیہ میں انسان کو اپنی جان اور نفس کے تحفظ کے عوامل کو بروئے کار لاتے ہوئے اللہ تعالی سے حفاظت کی دعا بھی کرنے کا کہا گیا ہے۔ سیرت النبی علی صاحبہا ﷺ سے اس حوالے سے کئی دعائیں ثابت ہیں، جیسا کہ آپ ﷺ کے صبح وشام کے اذکار میں یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے: "من قال في أول يومه أو في أول ليلته: بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم، ثلاث مرات، لم يضره شيء في ذلك اليوم أو في تلك الليلة".[44]

"ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو ہر روز صبح وشام کو « بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم » "میں اس اللہ کے نام کے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ سننے والا جاننے والا ہے، تین بار پڑھے اور اسے کوئی چیز نقصان پہنچا دے"۔

اسی طرح ایک دوسری دعا نفس کے تحفظ کے لیے آپ ﷺ نے کچھ اس طرح بیان کی ہے: " عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ قَالَ: مَا نِمْتُ هذِهِ اللَّيْلَةَ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ أَيِّ شَيْءٍ؟». فَقَالَ: لَدَغَتْنِي عَقْرَبٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ تَضُرُّكَ».[45]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے اس بچھو سے کتنی شدید تکلیف پہنچی جس نے کل رات مجھے کاٹ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم نے جب رات کی تھی، یہ) کلمات (کہہ دیتے: میں ہر اس چیز کے شر سے جسے اللہ نے پیدا کیا، اس کے کامل ترین کلمات کی پناہ میں آتا ہوں تو وہ) بچھو (تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچاتا۔"

۱۱۔ضیاعِ جان میں کسی سے تعاون کی ممانعت

انسانی جان کے ضیاع اور اس کے قتل کرنے کے حوالے سے قاتل سے کسی قسم کی بھی مدد واعانت کلیتاً منع ہے۔اگرچہ یہ تعاون بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ۔اگر تو بالواسطہ ہو کہ سب نے مل کر قوت کے ساتھ قتل کیا یا کسی پہاڑی سے پھنکا یا سمندر و دریا میں پھینک دیا وغیرہ تو پھر ان سب کے حوالے سے قصاص ہے اگر وارثین مقتول چاہتے ہوں، جیسا کہ ابن عمر سے مروی ہے أن غلاما قتل غيلة، فقال عمر: «لو اشترك فيها أهل صنعاء لقتلتهم» وقال مغيرة بن حكيم، عن أبيه: «إن أربعة قتلوا صبيا»[46] عَن نَافِعِ عَن ابْن عمر: أَن عمر بن الْخطاب، رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ، قتل سَبْعَة من أهل صنعاء بِرَجُل، وَقَالَ: لَو اشْترك فِيهِ أهل صنعاء لقتلتهم[47].

"ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک لڑکے اصیل نامی کو دھوکے سے قتل کر دیا گیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سارے اہل صنعاء) یمن کے لوگ (اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرا دیتا۔ اور مغیرہ بن حکیم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ چار آدمیوں نے ایک بچے کو قتل کر دیا تھا"۔

اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور صورت ہے کہ ایسی چیز سے مارا گیا، جس سے عموما قتل نہیں ہوتا تو پھر دیت ہے۔

۱۲۔جان کی حفاظت کے لیے استعمالِ حرام کی رخصت

شریعت اسلامیہ نے انسانی نفس کے تحفظ کے لیئے اللہ تعالی نے جہاں اور کئی وسائل بیان کئے وہاں انسان کا کسی ایسی بھوک وافلاس میں مبتلا ہو جانا کہ حلال اور جائز صورتیں بھوک ختم کرنے کی دستیاب نہ ہوں تو ایسے میں حرام اشیاء کو حد سے تجاوز نہ کرتے ہوئے اور حرام سمجھتے ہوئے انسان استعمال کرلے ایسے میں جائز قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغ وَلا عَادٍ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ.[48]

"اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وہ جانور حرام کئے ہیں جس کے ذبح کے وقت غیرُ اللہ کا نام بلند کیا گیا تو جو مجبور ہو جائے حالانکہ وہ نہ خواہش رکھنے والا ہو اور نہ ضرورت سے آگے بڑھنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

۱۳۔تعلیماتِ جہاد اور انسانی جان کا تحفظ

ایک طرف تو اسلام نے جہاد کی تعلیم دی کہ جس میں باطل گروہ سے قتال وجنگ ہوتی ہے، وہیں اسلام نے یہ تعلیم بھی دی ہے کہ بالخصوص آپ ﷺ جب بھی جہاد کے لیے کوئی لشکر بھیجا تو دیگر نصیحتوں کے ساتھ سب سے زیادہ زور مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنے کا کہا گیا ہے:

1۔اگر فریق مخالف ہتھیار پھینک دیں اور تمہاری اطاعت قبول کرلیں تو ان کو امان دی جائے قتل نہ کیا جائے۔

2-سب سے زیادہ یہ کوشش کی جائے کہ جنگ کی نوبت نہ آئے اور صلح سے کام لیا جائے۔
3-جنگ کے دوران بچوں بوڑھوں اور خواتین کو نہ مارا جائے۔
4-درختوں کو بلاوجہ نہ کاٹا جائے، اسلام کا ہر سپاہی ان ہدایات پر سختی سے عمل کرتا تھا۔[49]

مبحث سوم: یہودیت اور مسیحیت میں انسانی جان کی تکریم، تحفظ اور سماجی اہمیت

یہودیت اور مسیحیت اگرچہ اپنے ابتدا اور آغاز سے توحیدی مذاہب ہیں، تاہم مرور زمانہ کے ساتھ ان میں شرک سرایت کر گیا اور توحید پر کاربند نہ رہے۔ باقی اس مبحث میں اہل کتاب کے ہاں انسانی جان کی تکریم وتحفظ کے حوالے سے کس طرح کی تعلیم پائی جاتی ہے اس کا جائزہ مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔

1- انسانی جان کی حفاظت اور قصاص کی تعلیم

اور اگر کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کو مار ڈالتا ہے تو اسے ضرور مار ڈالنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے جانور کو مار ڈالتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے دوسرا زندہ جانور اس کو دینا چاہئے۔ اگر کوئی شخص اپنے پڑوس میں کسی کو چوٹ پہنچاتا ہے تو اس شخص کو بھی اُسی طرح کی چوٹ پہنچانی چاہئے۔۔ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی ہڈی توڑ دیتا ہے تو اسکی بھی ہڈی کے بدلے میں ہڈی توڑی جاسکتی ہے، آنکھ کے بدلے میں آنکھ، دانت کے بدلے میں دانت۔ جیسا اس نے دوسرے کو زخمی کیا ہے اس لئے اسے بھی ویسا ہی زخمی کیا جاسکتا ہے۔ اِس لئے اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے جانور کو مارے تو اُس کے بدلے میں اُسے ویسا ہی دُوسرا جانور دینا چاہئے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو مار ڈالتا ہے تو اسے ضرور مار دیا جانا چاہئے۔ تم سب کے لئے برابر انصاف ہو گا۔ غیر ملکی باشندے کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا جانا چاہئے جیسا کہ اپنے شہری کے ساتھ کیا جاتا ہے کیوں کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔[50]

2- انسانی نفس کا تحفظ اور ناحق قتل کرنے والے کے متعلق وعید شدید

خدا نے کہا: زنا نہ کرو اور یہ بھی کہا کسی کو ہلاک نہ کرو- اگر تم زنا نہیں کرتے ہو لیکن کسی کو ہلاک کرتے ہو تب تم خدا کی شریعت کو توڑنے والے ٹھہرے۔ تم ان لوگوں کی طرح باتیں کرو اور کام بھی کرو جن کا شریعت کے مطابق انصاف ہو گا۔ تم کو دوسرے لوگوں پر رحم کرنا چاہئے اگر تم دوسروں پر رحم نہ کروگے تو پھر خدا بھی انصاف کے دن تمہارے ساتھ رحم نہ کرے گا اور اگر کوئی رحم کرے گا تو فیصلہ کے وقت بلا خوف کے کھڑا رہے گا۔[51] اسی طرح مختلف امور سے منع کرنے کے ساتھ انسانی جان کے تحفظ کی خاطر ناحق قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ مرقس کے باب دہم میں حکم دیا گیا ہے: تُو حکموں کو جانتا ہے۔ خُون نہ کرنا- زنانہ کر۔ چوری نہ کر۔ جُھوٹی گواہی نہ دے۔ فریب دے کر نقصان نہ کر۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر۔[52] اسی طرح بائبل کی کتاب لوقا باب اٹھارہ میں حکم دیا گیا ہے: تُو حکموں کو تو جانتا ہے۔ زِنا نہ کر۔ خُون نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھُوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر۔[53]

3- انسانی جان کا احترام اور معاشرتی تعلیم کا اہتمام

تعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے اور تمام آسمانی تعلیمات میں اس کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ انسان اپنی اور دوسروں کے حقوق واحترام سے آگاہ ہو سکے۔ بائبل میں بہت سے انبیاء کے واقعات کے ذیل میں اپنے پیروکاروں کو جہاں دینی تعلیمات خود سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے، وہیں پر یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ آگے اپنی اولاد کو بھی اس کی تعلیم دیں جیسا کہ زبور میں ذکر ہے:

"اور جن کو ہم اپنی اَولاد سے پوشیدہ نہیں رکھیں گے۔ بلکہ آیندہ پُشت کو بھی خُداوند کی تعریف اور اُس کی قُدرت اور عجائب جو اُس نے کئے بتائیں گے۔ کیونکہ اُس نے یعقوب میں ایک شہادت قائم کی اور اسرائیل میں شریعت مُقرر کی، جنکی بابت اُس نے ہمارے باپ دادا کو حکم دیا۔ کہ وہ ہماری اولاد کو تعلیم دیں"(54)

اسی طرح کتاب استثناء باب چہارم میں بھی ارشاد ہوتا ہے:"سوتُو ضرور ہی اپنی احتیاط رکھنا اور بڑی حفاظت کرنا ایسا نہ ہو کہ تُو وہ باتیں جو تُو نے اپنی آنکھ سے دیکھی ہیں بھُول جائے اور وہ زندگی بھر کے لیے تیرے دل سے جاتی رہیں بلکہ تُو اُنکو اپنے بیٹوں اور پوتوں کو سکھانا"(55) کیوں کہ انسان دنیا اور اس کے ساز وسامان میں کھو کر یادِ الہیٰ سے غافل ہو جاتا ہے اس لئے اسے تعلیمات بائبل میں ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ان تعلیمات کو اپنے گھر میں اٹھتے بیٹھے، راہ چلتے اور لیٹتے وقت ان تعلیمات کو ازبر کریں اور ان تعلیمات کو فراموش نہ کریں۔" اور تواِن کو اپنی اولاد کے ذہن نشین کرنا اور گھر بیٹھے اور راہ چلتے اور لیٹتے اور اُٹھتے وقت اِنکا ذکر کیا کرنا"(56) اسی طرح کتاب استثناء باب گیارہ میں بھی ارشاد ہوتا ہے:"اور تم اِن کو اپنے لڑکوں کو سکھانا اور تُو گھر بیٹھے اور راہ چلتے اور لیٹتے اور اُٹھتے وقت اِن ہی کا ذکر کیا کرنا"(57) دینی اور اخلاقی تعلیمات انسان کا سرمایہ افتخار ہیں اور یہ تعلیمات اسے دنیا میں ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی کامران کریں گی جیسا کہ کتاب امثال میں اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:"لڑکے کی اُس راہ میں تربیت کر جس پر اسے جانا ہے۔ وہ بوڑھا ہو کر بھی اُس سے نہیں مڑیگا"(58)

4- انسانی جان کا تحفظ اور عدل وانصاف کی ترغیب

کسی بھی معاشرے کو استحکام اور امن و آتشی کا گہوارہ بنانے کے لیے عدل وانصاف از حد ضروری ہے۔ جس معاشرے کی بنیاد عدل وانصاف پر نہیں ہوتی وہ کبھی ترقی کے منازل طے نہیں کر سکتا۔ عدل وانصاف کے بغیر معاشرہ لاقانونیت کا شکار ہوتا ہے، جس سے بدامنی، دہشت گردی، بربریت پیدا ہوتی ہے۔ سو معاشرے کو ان برائیوں سے صاف رکھنے کے لیے قانونِ عدل کا قیام ناگزیر ضرورت ہے۔ اس لحاظ سے تمام انبیاء نے اپنی تعلیمات میں اس پر زور دیا ہے۔ عدل و انصاف کی بہترین مثالیں ہمیں عہد نامہ قدیم وجدید سے ملتی ہیں۔ جیسا کہ عدل وانصاف سے کام لینے اور غلط لوگوں کی تقلید نہ کرنے کی طرف کچھ یوں توجہ مبذول کروائی گئی ہے: اس مجمع کی تقلید نہ کرو جو غلط کر رہا ہو۔ جب تم عدالت میں شہادت دو تو انصاف کا خون کرنے کے لیے اکثریت میں شامل نہ ہو - عدالت میں کسی غریب کی طرفداری نہ کرو کہ وہ غریب ہے۔ اگر وہ صحیح ہے تب ہی اُس کی طرفداری کرو۔(59)

5- فیصلے میں طرفداری کی مذمت

فیصلوں میں کسی کی طرف داری الہامی تعلیمات سے انحراف کے مترادف ہے، اس لیے تمام الہامی احکامات میں سختی سے اس بات کی مذمت کی گئی ہے کہ کسی فرد کی طرف داری کرکے خدائی احکامات کو پس پشت ڈالا جائے، جیسا کہ بائبل میں مذکور ہے: اندھا انصاف نہ کرو۔ تمہیں نہ غریب کی طرفداری اور نہ ہی دولتمندوں کی ہمدردی کرنی چاہئے۔ تمہیں اپنے پڑوسی کے ساتھ انصاف کرتے وقت ایماندار ہونا چاہئے۔(60)

6- ظلم اور ناانصافی کی مذمت

ظلم کی مذمت جتنی کی جائے کم ہے کیونکہ جہاں ظلم کا راج ہو وہاں انصاف ناپید ہو جاتا ہے وہاں لوگوں کے ساتھ ناانصافی، جبر واستبداد، بربریت، ناحق خون اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ لوگوں کے حقوق غصب کر لیے جاتے ہیں ایسے اقدامات کی روک تھام کے لیے ہم دیکھتے ہیں کہ کتاب مقدس ڈاکہ زنی و دروغ گوئی کی مذمت اور قناعت اختیار کرنے کی طرف رہنمائی کچھ یوں کرتی ہے: یوحنا نے اُن سے کہا، لوگوں کو زبردستی نہ کرو کہ وہ تمہیں رقم دیں اور دروغ گوئی کر کے قصور مت ٹھہراؤ تمہیں جو تنخواہ ملتی ہے اسی پر قناعت کرو۔(61) دوسری جگہ لکھا ہے: تم لوگوں کو غریبوں کے ساتھ ناانصافی نہیں کرنے دینی چاہئے۔(62)

7- خدائی احکام اوراحترام جان

اگر کوئی آدمی کسی دوسرے کی بیوی کے ساتھ جسمانی تعلق قائم کرتا ہوا پایا جائے تو دونوں جنسی فعل کے مرتکب عورت اور مرد کو مار دیا جانا چاہئے۔ تمہیں اسرائیل سے بُرائی دور کرنی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کوئی آدمی کسی اس کنواری لڑکی سے ملے جسکی شادی دوسرے سے پکی ہو چکی ہے وہ اس کے ساتھ جنسی فعل بھی کرے اگر شہر میں ایسا ہوتا ہے تو، تمہیں ان دونوں کو اس شہر کے باہر پھاٹک (بیٹھک والی جگہ) پر لانا چاہئے اور تمہیں ان دونوں کو پتھروں سے مار ڈالنا چاہئے، تمہیں مرد کو اس لئے مار دینا چاہئے کہ اس نے دوسرے کی بیوی کے ساتھ جنسی فعل کیا اور تمہیں لڑکی کو اس لئے مار دینا چاہئے کہ وہ شہر میں تھی اور اس نے مدد کے لئے کسی کو پکارا نہیں۔ تمہیں اپنے لوگوں سے یہ بُرائی بھی دور کرنی چاہئے۔ لیکن اگر کوئی آدمی شادی پکّی کی ہوئی لڑکی کو میدان میں پکڑتا ہے اور اس سے بالجبر جنسی فعل کرتا ہے تو صرف اس آدمی کو مار ڈالنا چاہئے۔(63)

8- رشتہ انسانیت کا احترام

تمہیں آدمی سے نفرت نہیں کرنی چاہئے۔ کیوں کہ وہ تمہارا رشتہ دار ہے۔ تمہیں کسی مصری سے نفرت نہیں کرنی چاہئے؟ کیوں کہ اُن کے ملک میں تم اجنبی تھے۔(64) تم سب کے لئے برابر انصاف ہوگا۔ غیر ملکی باشندے کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا جانا چاہئے جیسا کہ اپنے شہری کے ساتھ کیا جاتا ہے کیوں کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔(65)

9- دشمن کے ساتھ احسان اور انسانی جان کا تحفظ

اگر تمہیں دُشمن کا کوئی کھویا ہوا بیل یا گدھا ملے تو تمہیں اُسے اس کو واپس دینا چاہیے۔ اگر تم دیکھو کہ کوئی جانور اس لئے نہیں چل سکتا کہ اُس کو زیادہ بوجھ ڈھونا پڑ رہا ہے تو تمہیں اُسے روکنا چاہئے اور اُس جانور کی مدد کرنی چاہئے جب وہ جانور تمہارے دُشمنوں میں سے کسی کا ہو۔[66]

10- رحمدلی و ہمدردی کی تعلیم اور انسانی جان کا تحفظ

کیوں کہ خداوند تمہارا خدا دیوتاؤں کا خدا اور خداؤں کا خدا ہے۔ وہ عظیم خدا ہے قوت والا اور مہیب ہے۔ اس کی نظر میں سب برابر ہے اور وہ کبھی رشوت نہیں لیتا ہے۔ وہ یتیم بچوں اور بیواؤں کی مدد کرتا ہے۔ وہ ہمارے ملک میں اجنبیوں سے بھی محبت کرتا ہے۔ وہ انہیں کھانا اور کپڑا دیتا ہے۔ اس لئے تمہیں بھی ان اجنبیوں سے محبت کرنا چاہئے کیوں؟ کیوں کہ تم بھی مصر میں اجنبی تھے۔[67] تم کو دوسرے لوگوں پر رحم کرنا چاہئے اگر تم دوسروں پر رحم نہ کروگے تو پھر خدا بھی انصاف کے دن تمہارے ساتھ رحم نہ کرے گا اور اگر کوئی رحم کرے گا تو فیصلہ کے وقت بلا خوف کے کھڑا رہے گا۔[68]

11- عفو و درگزر اور انسانی جان کا تحفظ

ایک دوسرے سے غصہ مت کرو، لیکن ایک دوسرے کو معاف کر دیا کرو اگر کوئی شخص تمہارے خلاف غلطی کی ہے، تب بھی اس شخص کو معاف کر دو۔ جس طرح خداوند نے تمہارے قصور معاف کئے تمہیں بھی اسی طرح کرنا چاہئے۔[69]

نتائج بحث

اس تحقیق سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1- شریعت اسلامیہ میں انسان جان کی تکریم و احترام کو بہت اہمیت دی گئی ہے، اس حوالے سے اس کو مختلف صورتوں سے بیان کیا گیا ہے جس سے اس کا مقام و مرتبہ واضح ہوتا ہے مثلاً: اللہ تعالی کا اس کو اپنے ہاتھ سے پیدا کرنا، احسن تخلیق میں بنانا، اس کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنا، فرشتوں سے سجدہ کروانا وغیرہ۔

2- انسانی جان کی سماجی اہمیت کے حوالے سے جو تعلیمات اسلامی شریعت میں کی گئی ہیں، کسی اور مذہب میں اس کا عشر و عشیر بھی نہیں پایا جاتا ہے۔

3- اسلامی شریعت میں انسانی جان کے تحفظ کے مختلف وسائل اور ذرائع کی تعلیم سے پتہ چلتا ہے، کہ انسانی جان کس قدر محترم ہے، کہ جن کے تحفظ کے لیے حدود و تعزیرات کے احکام لازم کیے گئے ہیں، جبکہ بعض وسائل و ذرائع کا تعلق اخلاقیات سے ہے۔

4- انسانی جان کے تحفظ کے لیے اللہ تعالے نے اس کو ضائع یا قتل کرنے والے کے متعلق سخت ترین اخروی عذاب کی دھمکی ہے۔

5- انسانی جان کے احترام اور اس کی اہمیت کے حوالے سے اہل کتاب کے ہاں رشتوں کا تقدس، تعلیم اور حقوق العباد کو اولین حیثیت دی ہے۔

6- اسی طرح اہل کتاب کے ہاں انسانی نفس کے تحفظ کے لیئے، ناحق قتل کی ممانعت، اس متعلقہ اخروی وعید، اور قصاص جیسی تعلیمات دی گئی ہیں۔

7- نفس انسانی کے تحفظ اور اس کی اہمیت کے حوالے سے اہل کتاب کے ہاں اخلاقی اقدار کی تعلیم دی گئی ہے جیسا کہ عفو در گزر، احسان، ہمدردی ور حم دلی، عدل انصاف کا قیام اور ناانصافی سے اجتناب جیسی اعلی اخلاقی تعلیمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

8- مجموعی لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو انسانی نفس کی تکریم کی جہات اور اس کے تحفظ کے حوالے سے جو مفصل اور واضح تعلیمات اسلام نے دی ہے وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی۔

تجاویز وسفارشات

1- انسانی جان تلف کرنے کو اسلامی شریعت میں ایک قبیح عمل قرار دیا گیا ہے، انہیں غصے اور انتقام میں قتل کرنے کا بہت بڑا وبال قرار دیا گیا ہے، لہذا انہیں معافی ودر گزر جیسے اعمال کی طرف متوجہ کیا جائے۔

2- الہامی تعلیمات میں معاشرے کے کمزور اور محروم طبقات جیسے یتیم و بیوہ کے سماجی حقوق کی ادائیگی کی سخت تاکید ہے۔اس حوالے سے آسمانی کتب انسان کی مکمل راہنمائی کرتی ہے کہ ان کا خیال رکھا جائے اور ان کے مال واسباب پر ناجائز وغاصبانہ قبضہ کرنے والوں کے خلاف اقدامات اٹھائے جائیں اوران کی طرح دیگر مظلوم طبقات کی حقوق کے تحفظ کے اقدامات کیے جائیں کہ ان میں انسانی جان کا تحفظ اور تکریم ہے۔

3- عدل وانصاف ہی انسانی سماج کے لیے وہ بیش بہا دولت ہے، جس سے آسمان اور زمین کا نظم اس سے بر قرار رہتا ہے، اسی طرح عدل وانصاف کی فراہمی سے معاشرے میں امن وسکون اور اس کی عدم فراہمی معاشرے میں بے چینی و بے سکونی پیدا کرتی ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ سماج کا کوئی طبقہ قانون سے بالاتر نہ سمجھا جائے اور قانون کا احترام قائم رکھا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

1 ۔ آن لائن قومی انگریزی **اُردو لغت**، ادارۂ فروغِ قومی زبان اسلام آباد۔پاکستان۔

Online qomi Enlish Urdu Lughat, Adara e Faroghe Qomi zaban Islamabad Pakistan

2 ۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا۔(جس نے کسی نفس کو بغیر وجہ کے قتل کیا یا فساد کیا زمین میں گویا کہ اس نے ساری انسانیت کا قتل کیا اور جس نے زندہ گیا گویا کہ اس نے ساری انسانیت کو زندہ کیا۔)۔**المائدۃ** :32: 5

Al Maida 5:32

3 ۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (اور تحقیق ہم نے بنی آدم کو شرف بخشا)۔ــــــبنی اسرائیل 70: 17

Bani Israel 17:70

4 ۔ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى (تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر نہ اُبھارے کہ تم انصاف نہ کرو (بلکہ) انصاف کرو، یہ پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔)۔ **المائدۃ** :8: 5

Al Maida 5:8

5 ۔ **بائبل**،(پاکستان بائبل سوسائٹی ،انار کلی لاہور ،۲۰۰۷ء)، استثناء؛ 1 :16 17 ۔

Baibl, Pakistan Baibl sosity, anar kli lahor 2007 :Astasna;1/1617

6 ترمذی، محمد بن عیسی، **الجامع**،(ضیاءاحسان پبلشرز، 1988ء)، باب ما جاء فی تعظیم المؤمن رقم الحدیث 2515، **وقال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ**

Tarmizi,Muhammad bin Esa,***Sunan Al Tarmizi*** (Zai Ul Ahsan Pibisher ,1988) , Bab Maja fi Tazeem momin,1: 2515)

[7] علوی، خالد،ڈاکٹر، **قرآن کا تصور انسان**،(دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد) ص: 75

Alwi,Doctor Khalid,**Quran ka tasawer insan**,(Davat Akaidmi Islamabad, 2006)P:75

[8] الاسراء: 70: 31

Al Asara17:31

[9] النساء: 31: 4

Al nisa 4:31

[10] إبراهيم: 32 34: 14

Ibrahim 14:3234

[11] الجاثية: 13: 45

Al Jasiya 45:13

[12] غافر: 64: 40

Ghafir 40:64

[13] البقرة: 30: 2

Al Baqara2:30

[14] الاعراف: 11: 7

Al Ahraf 7:11

[15] البقرة: 151: 2

Al Baqara 2:151

[16] التوبة: 33: 9

Al Toba 9:33

[17] محمد بن عیسی، **سنن الترمذی**، باب ما جاء فی تعظیم المؤمن، حدیث رقم 2032، 4/ 378)و قال الامام الترمذی: **هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، وَرَوَى إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّمَرْقَنْدِيُّ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، نَحْوَهُ، وَرُوِي عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ نَحْوُ هَذَا**

Sunan al Tarmizi, Bab Maja fi Tazeem Al momin, Hadit, 2032 vol;4,p;378

18 الاسراء 70: 17

Al Asara 17: 70

19 خَلَقْتُ بِيَدَيَّ سوره ص: 70: 38

Sura Saad 38 :70

20 وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي سوره ص: 72: 38

Sura Saad 38 :72

21 النساء: 29: 5

Al nisa 5:29

22 البخاری، محمد بن إسماعيل، **الجامع الصحيح**، كتاب الطب، باب شرب السم والدواء به وبما يخاف منه والخبيث، (دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ) حدیث رقم 5778

Al Bukhari, Muhammad bin ismail ,al Jamia Al Sahi, (Dar toq ul Njat) Kitab ul Kutab ,Sharb ul sm waldawa ,Hadis raqm 5778

23 مسلم بن حجاج، ابو الحسن ،القشیری، **الجامع الصحیح** ،کتاب البر والصلة و الآداب، باب النهى عن الاشارة بالسلاح الى مسلم، (دار الخلافه العلمیه، 1330) رقم الحدیث 2616

Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusaīn, al-Qushīrī, *Ṣahīḥ Muslim* (Nishā pūr: Dār al Khilāfā Al Ilmīya, 1330 AH) 1:2616

24 محمد بن إسماعيل، **صحيح بخاری**، باب قول النبی ﷺ من حمل علینا السلاح فلیس منا ، 49/9، حدیث رقم 7072

Sahi Bukahri bab Qol un nabi949, Hadis raqm 7072

25 مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم** ، باب قول النبی ﷺ من حمل علینا السلاح فلیس منا ، 98/1 ، حدیث رقم 161

Sahi Muslim ,Bab Qol un nabi1 98, Hadis Raqm161

26 الکہف: 33: 18

Al Kahs 18: 33

27 النساء 93: 5

Al nisa 5:93

28 الفرقان: 68: 25، وابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر ،تفسير القرآن العظيم (دار طيبة للنشر والتوزيع ،الطبعة: الثانية 1420ھ 1999م) 2:332

Al Furqan 68 , W Ibn kaseer ,abu Fada,Ismail bin Umar,Tafseer ul Quran Azeem,Dar Tayyaba lilnashar, -332

[29] مسلم بن حجاج، **صحيح مسلم** كتاب الإيمان ،باب بيان الكبائر وأكبرها ،1: 92۔ حديث 89

, Ṣahīḥ Muslim,Kitab ul Eyman, bab byan ul kbair wa Akbrha 1:92-89

[30] محمد بن إسماعيل، **صحيح بخارى**، كتاب العلم ، باب قول النبى ﷺ رب مبلغ اوعى من سامع، حديث رقم 67

Sahi Bukhari ,Kitab ul ilm ,Bab Qol un NabiRaqm67

[31] مسلم بن حجاج، ،**صحيح مسلم**، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص، والديات، باب ما يباح به دم مسلم، حديث رقم 1676

Sahi Muslim ,Kitab ul KisamaWal Maharbyna Wal Qasas , Wal dayat,Ma Yabah ba dam Muslim ,Hadis Raqm 1676

[32] محمد بن عيسى، **سنن الترمذى**، ابواب الديات عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء فى تشديد قتل المؤمن، حديث رقم 1395

Sunan Al Tarmizi ,Abwab ul Adayat Un Rasool ula (s.a.w)Bab Maja fi TashdeedQatl ul Momin,Hadis Raqm 1395

[33] محمد بن عيسى، **سنن الترمذى**، ابواب الديات عن رسول الله ﷺ، باب الحكم فى الدماء، حديث رقم: 1398

Sunan al Tarmizi ,Abwab Al adayat Un Rasool ullah (s.a.w)

[34] محمد بن إسماعيل، **صحيح بخارى**، باب قول الله تعالى، ومن احياها، 4/9 حديث رقم 6872

Sahi Bukhari ,Bab Qol Allah Tahallah Wa man Ah ya ha ,49Hadis Raqm 6872

35 محمد بن إسماعيل، **صحيح بخاري**، كتاب التفسير ، باب قول الله تعالى: ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاءه جهنم ، حديث رقم 6862

Sahi Bukhari ,Kita al tafaseerBab Qol Allah tahallah:Hadis Raqm 6862

[36] ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم الحراني، **اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم** ،تحقيق: ناصر عبد الكريم

Ibn e tameema ,Ahmed bn Abdul Haleem Al harani,Iqtaza al saratul mustaqeem lam mukalifa Ashab ul jaheem , Tahqeeq:Nasir Abdul Kareem

عبد الله العروي، **مفهوم العقل**،دار عالم الكتب، بيروت، لبنان، 1999م، 1/ 253.

Abullah alarwi, mafhoom Al ahql ,Dare alam ul kutab (Behroot ,Labnan 1999)1253

[37] النساء 92: 4

Al nisa 4:93

[38] البقره 179: 2

Al Baqara 2:179

[39] أبو جعفر ،الطبرى **جامع البيان عن تأويل آي القرآن، محمد بن جرير**، تحقيق: أحمد محمد شاكر ،مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 2000م، 3/382.

Jamia Al bayan un Taweel Aya ul Quran ,Muhammad bin Jareer Abu Jafer Al Tibri, Tehqeeq, Ahmed Muhammad Shakir, musa tul risala, Al tiba: Al uoola, 2000, 3382S

[40] ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم**، 1/ 492

Ibn kaseer, Tafseer ul Quran Azeem,1/492

[41] محمد بن إسماعيل، **صحیح بخاری**، باب اثم من قتل معاہدا بغیر جرم، حدیث رقم 3166

Sahi Bukhari ,Bab Asmo man Qatala muhaida Al bagheer urm ,Hadis Raqm 3166

[42] المائدہ 5:32

Al maida5:32

[43] ابو داوؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، **السنن**، (دار الاسلام، 2002ء)، باب فی تعظیم قتل المؤمن 1: 4270)

Sulaman bin Ashas sajsatni,*Sunan abi Dawood* ,Bab fi Tahzeem Qatlal momin ,Hadis Raqm 44270

[44] الإمام أحمد، **المسند**، 1/ 367، حديث رقم 474، المحقق: أحمد محمد شاكر، الناشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، 1416 هـ 1995 م

Al imam Ahmed, Almasna ,1367, Hadis Raqm 474 ,Al mahqaq (Ahmed Muhammad Shakir ,Al nashir :Dar ul Hadis_Al Qahira ,Al taba: Al uoola 1416 1995)

[45] الامام مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني، **الموطا**، 5/ 1387، المحقق: محمد مصطفى الأعظمي، الناشر: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية أبو ظبي – الإمارات، الطبعة: الأولى، 1425 هـ 2004 م

Al imam malik bin anas Al asbahi Al madni, Al mota vol;5 hadis no ,1387, Al nashir ,Al mohsasatu zaid bin sultan Al nehan (Abu zabi ,Al Amarat ,L Taba uoola 1425Ah ,2004)

46 محمد بن إسماعيل، **صحیح بخاری**، باب اذا اصاب قوم من رجل ھل یعاقب او یقتص کل منھم، 8/9، برقم 6896

Sahi Bukhari :chapter no;iza asaba qomin mir rajolin Hal yahaqabo Ao Yaqtaso Kulo min hom P;8/9, hadith no;6896

47 العینی، بدر الدین، أبو محمد، محمود بن أحمد، **عمدة القاری** شرح صحيح البخاري، بابٌ إِذا أَصابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ هَلْ يُعاقَبُ؟ أَوْ يُقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ، 24:55، حدیث: 6896

AL ayni, badrul din,abu Muhammad , mahmood bin,Umda yul Qari ,*Shara Sahi Al bukhari* ,Babo iza asabo qomo man rajoli hal yohaqib ?Ao yuqtaso min hom kuli hom,H no;6896 vol;24 p;55

[48] البقرة 2:173

Al baQara 2:173

49 امام مالک بن انس، **الموطا**، المکتب العلمیۃ، 1989، 10/8

Imam malik bin anas ,**Almota** (Al maktab Al ilmiya 1989)8/10

50 بائبل، احبار۲۴: ۱۷۔۲۲

Bible: Ahbar 2217:42

51 بائبل، کتاب یعقوب ۲: ۱۳

Bible: Kitab yaqoob 13:2

52۔ بائبل، مرقس ۱۰ : ۱۹

Bible: Marqas 19:10

53۔ بائبل، لوقا ۱۸ : ۲۰

Bible: Loqa 20:18

54۔ بائبل، زبور۷۸: ۵۴

Bible: Zaboor54:78

55۔ بائبل، استثنا4 : 9

Bible: Astashna9:4

56۔ بائبل، استثنا۶: ۷

Bible: Astashna 7:6

57۔ بائبل، استثنا۱۱ :۱۹

Bible: Astashna 19:11

58۔ بائبل، امثال:۲۲ :۶

Bible: Imsal :6:22

59 بائبل، خروج۲۳: ۲۔۳

Bible: Kharooj 32:32

60 بائبل، احبار ۱۹: ۱۵

Bible: Ahbar15:19

61 بائبل، انجیل لوقا۳: ۱۴

Bible: Anjeel Loqa14:3

62 بائبل، خروج ۲۳: ۶

Bible: Kharooj6:32

63 بائبل، استثنا ۲۲: ۲۲ ۲۵

Bible: Astashna2522:22

[64] ۔ بائبل، استثنا۲۳: ۷

Bible: Astashna7:32

[65] ۔ بائبل، احبار: ۲۴: ۲۲

Bible: Ahbar:22:42

[66] ۔ بائبل، استثنا۲۳: ۴۔۵

Bible: Astashna32:54

[67] ۔ بائبل، استثنا: 10: 1917

Bible: Astashna:10:17:19

[68] ۔ بائبل، یعقوب۲: ۱۳

Bible: Yaqoob 13:2

[69] ۔ بائبل، کلیسون ۳: ۱۳

Bible: Kaleeson13:3